مشرق وسطیٰ میں خوف اور ایمان

[فلپ ینسی امریکہ کے ایونجلیکل جریدے ''کرسچنٹی ٹوڈے'' کے ادارتی عملے میں شامل ہیں اور اُن کا ''صفحہ'' جریدے میں باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اُنہیں قبرص میں مبشر ''ماہرین ابلاغیات'' کے ایک اجتماع میں شرکت کا موقع ملا جہاں اُنہیں احساس ہوا کہ مشرق وسطیٰ کے مسلمان معاشرے میں مسیحیت کا پیغام آگے بڑھ رہا ہے، مگر مذکورہ اجتماع کے شرکاء ''خوف'' کا شکار ہیں۔ اُن کی تحریر Fear and Faith in the Middle East (مشرق وسطیٰ میں خوف اور ایمان) کے چند اقتباسات کا ترجمہ جریدہ مذکور کے شکریے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

عرب بستیوں میں چھتوں پر سیٹلائٹ ڈشیں ایسی کھمبیوں کی طرح نمودار ہوئی ہیں، جن کی چھتریاں الٹ دی گئی ہیں۔ مسیحی پروگرام سعودی عرب، عراق اور قاہرہ کی غریب نواحی بستیوں میں بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ شام نے حال ہی میں یہ حقیقت تسلیم کی ہے، اور انٹرنیٹ مہیا کرنے والے مسیحی ویب سائٹس گھروں کے اندر پہنچا رہے ہیں۔ مسیحی ادارے اب اِس طرح کے خطوط وصول کر رہے ہیں: ''کیا مجھے اپنے والدین کو یہ بتادینا چاہیے کہ میں مسیحی ہو گیا ہوں؟ یہاں مذہب تبدیل کرنے کی سزا موت ہے، اور وہ مجھے یہ سزا دے سکتے ہیں۔ آپ کا میرے لیے کیا مشورہ ہے؟''

خطے میں سب سے زیادہ آبادی والے ملک مصر نے مضبوط مسیحی اقلیت کو برداشت کیا ہے۔ جب میں نے سفر کیا تو ایونجلیکل مسیحی، لوئس پالاؤ کی غیر روایتی کروسیڈ کی کامیابی پر خوشیاں منا رہے تھے۔ مسیحیت کے پیغام کے لیے جب وہ اسٹیڈیم کرائے پر حاصل نہ کر سکے تو اُنھوں نے سینکڑوں چرچوں کو وڈیو ٹیپوں کے ذریعے کروسیڈ میں شامل کر لیا۔ خود پالاؤ نے قاہرہ کے ایک بڑے پرسبیٹرین چرچ میں خطاب کیا۔ رضاکاروں نے ایک رات میں جوان تھک کام کیا، اِس کے نتیجے میں دوسرے روز مصر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پانچ سو سے زائد مقامات پر پالاؤ کے خطاب کی فلمیں دکھائی گئیں۔

[شاید بعض لوگوں کو یہ بات عجیب لگے گی] کہ نوجوان مسیحی مسلم معاشرے میں رہنے کے فوائد محسوس کرتے ہیں۔ ایک نے مجھے بتایا: ''ہاں! ہم پر کچھ پابندیاں ہیں، لیکن ہم اور مسلمان

صدیوں اکھٹے رہے ہیں۔ میں تعلیم کے لیے ریاست ہائے متحدہ امریکہ گیا تھا، لیکن میں اپنے کنبے کو وہاں رکھنا پسند نہ کروں گا۔ یہاں کوئی فحش ادب اور تصاویر نہیں، شراب نوشی یا شادی سے پہلے کے جنسی تعلقات نہ ہونے کے برابر ہیں اور میں راہ چلتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہوں۔ جب تک مجھے عبادتی مراسم کی اجازت ہے، میں مصر میں رہنے کو ترجیح دوں گا۔"

اگرچہ اسی نوجوان نے تسلیم کیا کہ اُسے قبطی چرچ میں بپتسمہ دیا گیا تھا، مگر وہ چرچ میں کبھی کبھار ہی جاتا ہے۔ عبادت قبطی زبان میں ہوتی ہے جسے حاضرین میں کوئی نہیں سمجھتا، اور عبادت کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ اس سارے وقت میں زیادہ تر کھڑا رہنا ہوتا ہے، اور عبادت غیر واضح مذہبی رمزیت سے بھری ہوتی ہے۔

مصر کی طرح کبھی لبنان بھی مختلف مذاہب کی پُرامن بقائے باہمی کے لیے معروف تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب مذہبی گروہوں نے اپنی اپنی مسلح تنظیمیں قائم نہیں کی تھیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع نہیں کیا تھا۔ پندرہ سال کی خانہ جنگی میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد مارے گئے، اور بیروت کی زیادہ تر عمارتوں پر آج بھی راکٹوں اور گولیوں کے نشانات ہیں۔

نفسیاتی زخم ان سے کہیں زیادہ گہرے ہیں۔ ایک امریکی نے مجھے بتایا جو لبنان کی سیر کی لیے آیا تھا کہ اُس نے باسکٹ بال کا ایک میچ دیکھا۔ ریفری کو لڑائی کے سبب میچ روک دینا پڑا۔ لڑائی دو ٹیموں کے شیدائیوں کے درمیان ہو رہی تھی، نہ کہ کھلاڑیوں کے درمیان۔ "انہوں نے ہم تھوڑے سے غیر ملکیوں کے علاوہ سب کو عمارت سے نکال دیا، کھلاڑیوں نے دوبارہ کھیلنا شروع کیا اور شیدائی گلیوں میں لڑنے بھڑنے کے لیے چلے گئے۔"

اردن : "ایونجلیکل مدرسہ الہیات" اور اس کی پیش رفت

[عماد شہادہ غالباً فلسطینی مہاجر ہیں، انہوں نے "ڈلاس تھیولاجیکل سیمنری" میں تعلیم حاصل کی ہے، اور اب اپنے نئے وطن اردن میں پادریوں کی تعلیم و تربیت کے لیے "اردنی ایونجلیکل مدرسہ الہیات" (Jordan Evangelical Theological Seminary) چلا رہے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں اپنی نوعیت کے اس اہم ادارے کے بارے میں "کرسچنٹی ٹوڈے" بابت ۱۶ اپریل ۱۹۹۸ء نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کی تلخیص اگلے صفحات میں پیش کی جاتی ہے۔ مدیر]